کلماتِ تحسین

از: حضرت علامہ جاوید مرکزی صاحب قبلہ (بریلی شریف)

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا بنایا ہے۔ اللہ نے انسان کے اندر عقل کا ایک جوہر رکھا ہے جس کے ذریعے سے وہ صحیح و غلط کا فیصلہ کر سکتا ہے مگر یہ بات بھی یقینی ہے کہ عقل کا ہر فیصلہ درست نہیں ہوتا۔ ہم دیکھتے ہیں چند لوگ بیٹھ کر کوئی قانون بناتے ہیں مگر کچھ وقت میں ہی وہ قانون لوگوں کی رہنمائی سے معذور نظر آتا ہے اور اس میں ترمیم کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے ایک محقق اپنے زمانہ میں کوئی تحقیق کرتا ہے مگر آنے والے وقت میں کوئی دوسرا محقق اس کو رد کر دیتا ہے تو یہ ثابت ہے کہ عقل میں کمزوری ہے تو صرف عقل کی پیروی گمراہیت کی گہری گھاٹیوں میں پھینک دیگی، رشد و ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی لازم ہے۔ مصنف سلمہٗ نے اس میں کئی مثالوں سے یہ بتایا ہے کہ جن لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی کو اختیار نہ کر کے عقل کی پیروی کی تو ایک خالق کو چھوڑ کر لاکھوں کے قدموں میں جا گرے اور دنیا و آخرت میں ذلت کو مول لیا۔ اللہ فردین احمد خان کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے اور دونوں جہان کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین

محمد جاوید مرکزی

جو عقل کا غلام ہو، وہ دِل نہ کر قبول

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید الأنبیاء والمرسلین أما بعد فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

صدق اللہ العظیم

أیها الناس! اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں اسلام اور پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے رشد و ہدایت عطا فرمائی۔ یہ بات یقینی ہے کہ بندہ اپنی عقل کے ذریعے سے ذاتِ باری تعالیٰ کا مکمل ادراک حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی عقل رب العزت کو اپنے احاطے میں لے سکتی ہے۔ اللہ جل جلالہ تو عقل و گمان سے بالا تر ہے اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور کوئی اس کا احاطہ نہیں کر

سکتا۔ اس کا علم غیر متناہی ہے۔ ہر چیز کو فنا ہے لیکن اللہ کو فنا نہیں، وہ ازلی ابدی ہے، حی و قیوم ہے۔

اب دل افروز نقطہ یہ ہے کہ ہمیں جو ان تمام باتوں کا علم حاصل ہوا ہے، وہ ہماری اپنی تحقیق و جستجو سے نہیں بلکہ رب العالمین کے محبوبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک کے ذریعے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود یہ علم ہمیں اپنے محبوب کے واسطے سے عطا فرمایا تو ہمیں معلوم چلا، ورنہ عقل انسانی میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ از خود غیبی باتوں کا انکشاف کر سکے۔ اور نہ ہی عقل کے ذریعے سے کوئی انسان ان باتوں کو دیکھ سکتا ہے، مثلاً کوئی جبریل امین علیہ السلام کو بذریعہ عقل نہیں دیکھ سکتا نہ ان کے ہونے کی موجودگی کا پتا لگانے کا کوئی آلہ انسان کے پاس ہے۔ ہر انسان کے شانوں پر فرشتے اس کے اعمال لکھ رہے ہیں مگر کوئی انسان اپنی قوت سے کبھی انہیں نہیں دیکھ پایا، اور یہ تمام باتیں اس وجہ سے ہیں کہ ان غیبی باتوں کا ادراک عقل سے ممکن ہی نہیں ہے۔ ان کا علم حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو غیبی خبر بھیجے اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے۔ اور اسی غیبی خبر پر ہم اعتقاد کرتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسی قسم کی غیبی اخبار اپنے بندوں کو عطا فرمائی، جنت، دوزخ، میزان، پل صراط، حشر یہ تمام باتیں غیب ہیں۔

قدیم یونانی خرافات کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے، کہ جب انسان اسلامی فلسفے سے نابلد اور تعلیماتِ پیغمبر سے منحرف ہوتا ہے تو اس کی عقل اسے گمراہ و مضل بنا دیتی ہے۔ اور جب حقیقی معبود کے در سے وہ اعراض کرتا ہے تو ہزاروں معبودوں کی پرستش شروع کر دیتا ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

قدیم یونانی لوگ بھی جب اللہ رب العزت کے در سے پھرے تو جا کر ہزاروں لوگوں کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ، اولمپس کی پہاڑی (Mount Olympus)پر رہنے والے چند افراد کی بدنی طاقت سے مرعوب ہو کر یونانیوں نے انہیں اپنا معبود تسلیم کر لیا۔ ان میں زیوز (Zeus) کو اپنے ارباب کا بادشاہ اور پوسائڈن(Poseidon) ، ہیڈیز(Hades) ، اس کے بھائی ان لوگوں میں شامل تھے، اسی طرح اگر کسی کو جنگی صلاحیت میں اچھا پایا اسے (God of War) کا خطاب دے دیا۔ یہ خطاب برسوں تک ایریز (Ares) کے پاس رہا۔ اگر ان لوگوں کی اخلاقی زندگیوں کا جائزہ لیا جائے تو ان سے زیادہ بد ترین کردار کا حامل شاید ہی کوئی نظر آئے۔ یہاں تک کہ انہی خرافات میں مذکور ہے کہ جب ایک بادشاہ نے ان خدا کہلانے والے لوگوں کے خلاف

جنگ کا اعلان کیا تو زیوز (Zeus) اس کے گھر میں خاموشی سے داخل ہوا جب کہ بادشاہ اولمپس کی چڑھائی میں مصروف تھا اور گھر میں داخل ہو کر بادشاہ کی بیوی کے ساتھ عصمت دری کی اور فرار ہو گیا۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر حالت غیظ و غضب میں اپنی بیوی کو اس کے ناجائز بچے کے ساتھ پانی میں پھینک دیا۔ اسی طرح ایک اور قصہ خرافات میں موجود ہے کہ یونانی افراد میں دیوی کا درجہ رکھنے والی اتھینا (Athena) اس قدر شقی تھی کہ ایک مرتبہ میڈیوسا (Medusa) نام کی عورت تھی جو کہ نہایت حسین و مہ جبین تھی، چند لوگ اس کی عصمت دری کے درپے ہوئے اور وہ بھاگتی ہوئی اتھینا کے گھر میں داخل ہوئی اور اتھینا سے فریاد کی اور اپنی عزت بچانے کی دہائی دی، مگر اس شقی عورت نے اس کی عصمت دری ہونے دی اور یہاں تک کہ اسے ایک دور دراز علاقے میں قید کروا دیا۔

اسی طرح سے تاریخ خرافات میں ہمیں درجنوں مثالیں ملتی ہیں جس میں لغو باتوں کی بھرمار ہے۔ (The Apple of Eden) کہ جو اسے حاصل کر لے اسے انسانی فطرت پر قدرت حاصل ہو جائے، یا

(The Fountain of Youth) کہ جو اس میں سے پی لے کبھی بوڑھا نہ ہو، یہ تمام باتیں اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ انسانی عقل اگر آوارہ گردی پر اتر آئے، تو انسان شرافت کے ہر پیمانے سے تجاوز کر

کے جانوروں سے بھی بدتر بن جاتا ہے۔ شرافت اس بات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتی کہ یہی انسان جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے وہی معبود حقیقی کو چھوڑ کر اپنے خالق و مالک کو چھوڑ کر بدکار فسّاق کی پرستش شروع کر سکتا ہے۔ مگر تاریخ میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں، نمرود کو ہی لے لیں، وہ خود کو خدا کہلواتا تھا اور عاجزی کا عالم یہ کہ جب حضرتِ خلیل علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے، اے نمرود اگر اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہو تو چلو اسے مغرب سے نکال کر دکھا دو؟ یہ سن کر نمرود کا سارا نشہ اتر گیا اور مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اور یہی حال ہوتا ہے عقل کی آوارگی کے شکار لوگوں کا جب ان پر نور کی چمک پڑتی ہے، وہ آنکھیں بند کر لیتے ہیں کہ ظلمات میں رہنے والوں کو روشنی اچھی نہیں لگتی۔

اور ہوا بھی یہی کہ دنیا میں اسلام کی روشنی آنے سے ان خرافات کا خاتمہ ہوا اور آج وہی مصر جہاں بلّیوں کی اور کتّے کے منہ والے انوبس(Anubis) کی پرستش کی جاتی تھی وہ بت پرستی کی نحوست سے نجات پا گیا۔ اور قدیم یونانی خرافات کے ماننے والے لوگ دنیا میں شاذ و نادر ہی کہیں ملیں گے۔

اسی کے ساتھ جاننا چاہئے کہ ہر چیز کو عقل کے پیمانے پر تولنا اور پھر عقل کو معیار بنانا ہر جگہ سود مند نہیں ہوتا۔ قرآن و حدیث کے وہ احکام جو ہمیں ظاہری طور پر سمجھ نہ آئیں، ان میں بھی اس قدر حکمت ہے کہ

عقول دنگ رہ جاتی ہیں۔ ایک طبقہ ایسا بھی روئے زمین پر آیا تھا جس نے قرآن و حدیث کی ہر بات کو ناقص عقل کے پیمانے پر تولا اور جو ان کی سمجھ میں آیا اسے قبول کیا اور جو نہیں آیا اس کی تکذیب کی، یہ فرقہ معتزلہ کہلایا جس کا بانی واصل ابن عطا تھا۔ اور اسی فرقہ میں بڑے عقلاء گزرے مثلاً زمخشری وغیرہ مگر انہیں راہ ہدایت نہ ملی، وجہ وہی تھی کہ ان کا پیمانہ عقل تھا شریعت نہیں۔ جب کہ ہر مسلمان کے لئے شریعت افضل ہے اور وہی قابل عمل ہے، چاہے بعض احکامات ہماری ناقص عقول میں آئیں یا نہ آئیں۔

اگر عقل کا صحیح استعمال کرنا چاہتے ہیں تو اسے وہاں لگائیں جہاں غور و فکر کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا، آفاق و انفاس کے مطالعہ کا حکم قرآن نے دیا، آیاتِ ربانی میں غور و تدبر کرنے کا حکم قرآن نے دیا، مع ھذا مظاہر قدرت میں فکر و تفکر کرنے سے خالق کائنات کی معرفت اس کی شانِ خلاقیت معلوم چلتی ہے۔ جہاں نظر کریں اس کی قدرت کے جلوے ہیں اور ان سب کا مطالعہ، ان میں غور و خوض کرنے کی صلاحیت بھی ہمیں اسی رب العالمین نے عقل عطا فرما کر دی ہے۔

معلوم یہ چلا کہ عقل اکسیر ہے اگر شریعت کے دائرے میں رہ کر کام کرے اور زہر ہے جو اس کی حدود سے تجاوز کرے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں عقل کا صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ النبي الأمین علیه أجمل الصلوۃ و أکمل التسلیم

20شعبان المعظم 1441ھ. بمطابق 15 اپریل 2020

سگِ بارگاہِ تاجُ الشریعۃ علیہ الرحمۃ

فردین احمد خان رضوی

پیلی بھیت شریف یو. پی انڈیا

النجم اسلامک میڈیا